السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میرے والد صاحب مجھ سے ہر وقت مال کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں اور مطالبات کی کثرت سے مجھے تنگ کرتے ہیں حالانکہ میں بھی صاحب عیال ہوں میری بھی کچھ ضروریات ہیں تو مجھ پر کس حد تک واجب ہے کہ میں اپنے والد کو رقم دوں نیز اس حدیث کا کیا معنی ہے "آپ اور آپ کا مال بھی آپ کے والد کا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس مال بھی ہے اور اولاد بھی اور میرا والد میرا مال لینا چاہتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أنت ومالك لأبيك"

"تو اور تیرا مال تیرے والد کا ہے۔ (صحیح، صحیح ابن ماجہ، ابن ماجہ 2291۔ کتاب التجارات باب ماللرجل من مال ولدہ ارواء الغلل 838 صحیح الجامع الصغیر 1487)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کوئی بھی شخص اپنے بیٹے کے مال سے جو چاہے کھا سکتا ہے اور بیٹا اپنے والد کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر نہیں کھا سکتا۔

اور سعید بن مسیب رحمة اللہ علیہ کا بھی کہنا ہے کہ:

والد اپنے بیٹے کے مال سے جو چاہے کھا سکتا ہے مگر بیٹا اپنے والد کے مال سے اس کی رضامندی کے بغیر نہیں کھا سکتا۔

ابن جریج رحمة اللہ علیہ کا قول ہے کہ:

عطاء رحمة اللہ علیہ اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے کہ کوئی شخص اپنے بیٹے کے مال سے جو چاہے بغیر ضرورت لے لے۔

امام ابن قدامہ رحمة اللہ علیہ نے اس مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

والد کے لیے جائز ہے کہ وہ بیٹے کے مال سے جو چاہے لے اور اسے اپنی ملکیت بنالے خواہ اسے اس کی ضرورت ہو یا نہ خواہ بیٹا چھوٹا ہو یا بڑا البتہ باپ اپنے بیٹے کا مال شرطوں کے ساتھ لے سکتا ہے۔

1۔ وہ بیٹے کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دے اور نہ ہی وہ چیز لے جو بیٹے کی ضرورت ہو۔

2۔ وہ ایک بیٹے سے مال لے کر دوسرے بیٹے کو نہ دے۔

امام احمد رحمة اللہ علیہ نے اس پر نص بیان کی ہے۔ یہ حکم اس لیے ہے کہ اولاد میں سے بعض کو خاص کر لینا کچھ کو دینا اور کچھ کو نہ دینا صحیح نہیں اور اس طرح کسی ایک بیٹے کا مال لے کر دوسرے کو دینا بالاولی ممنوع ہے اور امام ابو حنیفہ رحمة اللہ علیہ امام مالک رحمة اللہ علیہ اور امام شافعی رحمة اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ والد کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنی ضرورت سے زیادہ بیٹے کا مال لے اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

"فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا"

"تمھارے خون اور اموال ایک دوسرے پر ایسے حرام ہیں جیسے آج کے دن کی حرمت اس مہینے اور اس شہر میں ہے۔ (مسلم 1218۔ کتاب الحج باب حجۃ النبی)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

"لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ".

"کسی بھی مسلمان کا مال اس کی رضامندی کے بغیر حلال نہیں۔" (صحیح ارواء الغلیل 1459)

لیکن ہماری دلیل وہ ہے جو ابتداء میں ذکر کر دی گئی ہے اور ہمارے علم میں مطابق وہی قول راجح ہے۔ شیخ محمد ابراہیم آل شیخ کے فتاویٰ میں ہے کہ:

والد کے لیے اپنے بیٹے کا مال لینا جائز ہے اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "تو اور تیرا مال تیرے والد کا ہے" اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ :

"تمہارا سب سے اچھا کھانا وہ ہے جو تمہاری کمائی کا ہو اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی ہے ۔" لیکن یہ یاد رہے کہ والد بیٹے کا مال پانچ شروط کے ساتھ لے سکتا ہے ۔

1۔ وہ چیز لے جو بیٹے کو تکلیف نہ دے اور جس کی اسے ضرورت نہ ہو۔

2۔ ایک بیٹے سے لے کر کسی اور بیٹے کو نہ دے ۔

3۔ یہ کام دونوں میں سے کسی ایک کی بھی مرض الموت میں نہ ہو۔

4۔ والد کافر اور بیٹا مسلمان نہ ہو یعنی ان کے دین مختلف نہ ہوں ۔

5۔ وہ چیز بعینہ موجود ہو۔

ہمارے فقہاء کی کلام یہی ہے اور فتویٰ اسی پر ہے ۔ (دیکھیں فتاوی ورسائل شیخ محمد ابن ابراہیم آل شیخ (ص/200) (شیخ محمد المنجد)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

[فتاویٰ نکاح و طلاق]

ص504

محدث فتویٰ